سفرنامہ

سفرِ عراق............

شہیدانِ کربلا (رضی اللہ عنہما) کے حضور

یہاں کربلا میں امام عالی مقام کے روضہ پر سرخ جھنڈا اور حضرت عباس علمدار کے روضہ پر سیاہ جھنڈا لہرا رہا ہے۔حضرت عباس علمدار کے حرم میں داخل ہوا تو روضہ شریف کے اندرونی دروازے بند ہو چکے تھے لہذا بیرونی دروازے ہی سے سلام و فاتحہ کہی۔اور پھر شارع عباس پر ایک ہوٹل ''فندق امامین،، میں آ کر ایک کمرہ رات گزارنے کو لیا۔اس سے قبل ایک مصری نوجوان سے کسی سنی مسجد کا پتہ معلوم کیا تا کہ عشاء کی نماز با جماعت ادا کر سکوں۔ٹیکسی پکڑ کر اس مسجد تک پہنچا لوگ اسے مسجد مصریین (مصریوں کی مسجد) کہتے ہیں مگر اس کا اصل نام جامع ''عباسیہ الغربیہ،، ہے یہاں ایک مصری امام ہے پورے کربلا کے علاقہ میں یہ صرف ایک مسجد سنیوں کی ہے۔امام مسجد سے معلوم ہوا کہ اہل تشیع اس مسجد کو بھی شہید کرنے اور ختم کرنے کی بارہا کوششیں کر چکے ہیں مگر حکومت اس کی نگرانی کرتی ہے۔(واللہ اعلم بالصواب)اسی مسجد میں ایک مصری نمازی سے پتہ چلا کہ نجف میں بھی ایک سنیوں کی مسجد تھی جس پر بعض لوگوں نے ۱۹۶۹ میں خشت باری کر کے اسے بند کروادیا۔جامع العباسیہ الغربیہ کربلا میں عشاء کی نماز ادا کی اور پھر فندق امامین میں کمرہ نمبر ۹،اڑھائی دینار میں بک کروایا۔

اگلے روز علی الصبح ہوٹل سے نکل کر جامع العباسیہ الغربیہ میں فجر کی نماز ادا کی نماز کے بعد حضرت عباس علمدار کے روضے پر حاضر ہوا۔واضح ہو کہ جامع العباسیہ الغربیہ کوئی بڑی مسجد نہیں بلکہ چھوٹی سی مسجد ہے جہاں کوئی تین سو افراد جمع ہو سکتے ہیں۔عشاء کی نماز میں تو میں تاخیر سے پہنچا تھا لیکن فجر کی جماعت میں کوئی پچیس کے قریب نمازی تھے۔ان میں اکثریت غیر حنفی سنیوں کی تھی اور سبھی مصری تھے۔حضرت عباس علمدار کا روضہ مبارک فصیل کے اندر ہے۔ایک خوبصورت گولڈن گنبد میں آپ کی قبر مبارک ایک جالی میں ہے اور قبر پر سیاہ رنگ کی چادر ہے یہ قبر بھی کافی طویل و عریض اور بلند ہے باہر سے جالی سے دیکھیں تو پتہ نہیں چلتا کہ یہ قبر ہو گی۔مجھے بتایا گیا کہ بازار کی دو گلیوں

میں حضرت عباس کے بازو الگ سے مدفون ہیں۔ فاتحہ خوانی وسلام کے بعد حضرت حر کی زیارت کو گیا۔ حضرت حر کا روضہ باب حسین سے کوئی آٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ باب حسین سے منی بسیں چلتی ہیں منی بس وہاں تک صرف ۱۰۰ پیسہ لیتی ہے (۱۹۸۶)۔ اور کوئی پندرہ منٹ کا سفر ہے ''حر'' ایک مستقل آبادی رقصبہ کا نام ہے جہاں بلدیہ کا آفس، سکول وغیرہ سب موجود ہیں۔ حضرت حر کا روضہ حرنائی قصبہ میں داخل ہوتے ہی مین روڈ پر دائیں جانب ہے۔ یہ روضہ بھی ایک چار دیواری کے اندر ایک اور گنبد والی عمارت میں ہے حضرت حر کی قبر عام قبروں کی طرح ہے اور اتنی طویل وعریض نہیں جتنی کہ ایران کے دیگر مقامات کی قبریں ہیں۔ حضرت حر کا مکمل نام حر بن یزید الریاحی ہے مورخین کے بقول آپ کربلا کا میدان کارزار گرم ہونے سے چند ہی لمحے پہلے گھوڑے کو ایڑ لگا کر کاروان حسین میں شامل ہوگئے تھے اور جام شہادت نوش کیا تھا۔ حضرت حر کے روضہ کی زیارت کے بعد امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو سلام پیش کرتا ہوا اقامہ آفس گیا تا کہ مزید ایک ہفتے کا اقامہ (عراق میں مزید رہنے کا اجازت نامہ) مل جائے مگر یہاں بھی بغداد شریف والے اقامہ آفس والوں کی طرح انہوں نے اقامہ دینے سے انکار کیا اور میں واپس باب حسین سے گزر کر ''قیراج'' (بس اسٹینڈ) گیا وہاں سے بغداد شریف جانے والی بس پر بیٹھ کر ''امام عون'' کے روضہ کی زیارت کو گیا یہ جگہ بغداد جانے والی مین روڈ پر دائیں ہاتھ پر پڑتی ہے۔ امام عون کا روضہ بھی ایک قبہ اور چار دیواری پر مشتمل ہے۔ قبہ کے اندر سیاہ رنگ سے ڈھکی ہوئی قبر مبارک حضرت عون بن عبداللہ بن جعفر الطیار (رضی اللہ عنہم) کی ہے۔ فاتحہ خوانی کے بعد باہر ایک ہوٹل مقہی (کافی شاپ) پر چائے پی۔ یہاں چائے والے ہوٹلوں اور کافی شاپس کو مقہی کہتے ہیں۔ بعدازاں واپس کربلا گیا اور کربلا کے بازار سے چند تبرکات وتحائف خریدے (اور انہیں ایک عزیزہ کی خواہش کے مطابق حضرت امام عالی مقام کے مزار کی جالی سے مس کیا۔) عمان میں مجھ سے کسی نے کہا تھا کہ کربلا یا نجف میں عقیق اور نگینے بہت اچھے ملتے ہیں۔ یہاں ایک دو دکانوں سے معلوم کیا تو لینے کے دینے پڑ گئے اور وہ مجھ سے پوچھنے لگے کہ آپ کچھ نگینے وغیرہ پاکستان سے لائے ہو، تو بتایئے ہم خریدار ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہاں نقلی نگ بکتے ہیں۔ مزید یہ کہ تسبیح اور نگینے ہندو پاکستان وترکی سے یہاں آتے ہیں۔ زیارات کربلا سے فارغ ہو کر الحلہ جانے کا ارادہ کیا۔ الحلہ (al-Hillah) کربلا سے بغداد جانے والی سڑک پر کربلا سے کوئی سو کلومیٹر دور ہوگا۔ دوپہر تک میں حلہ پہنچ چکا تھا اور بھوک شدید لگ رہی تھی،

حلہ میں اتر کر دوپہر کا کھانا کھایا۔ یہاں پاکستانی اسٹائل کا کھانا نہیں ملتا۔ بلکہ سب عربی طرز کے کھانے ہوتے ہیں۔ الحلہ آنے کا مقصد حضرت ایوب علیہ السلام کے مزار کی زیارت اور دیگر مزارات کی زیارت ہے۔ کھانے کے بعد ایک ٹیکسی والے سے حضرت نبی ایوب علیہ السلام کے روضہ پر جانے کو کہا تو اس نے ۶ دینار جانے آنے کے طلب کیے میں نے ۴ دینار کہے اور بات طے ہوگئی۔ گویا یہاں بھی بارگیننگ چلتی ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا روضہ مبارک الحلہ سے دیوانیہ یعنی قادسیہ جانے والی روڈ پر پڑتا ہے جہاں الحلہ کی میونسپل کمیٹی (بلدیہ) کی حدود ختم ہوتی ہے وہیں سے ایک سڑک بائیں ہاتھ کو اندر جاتی ہے اور اس کی سڑک پر غالباً ۵ کلومیٹر جانے کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام کا سبز رنگ کا چھوٹا سا قدیم گنبد نظر آتا ہے۔ یہ ایک نہر کے کنارے واقع ہے نہر کو یہاں عربی میں جدول کہا جاتا ہے بڑی نہر کو شط اور چھوٹی کو جدول۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر مبارک اس گنبد کے اندر ایک چھوٹی سی جالی میں ہے اور بہت چھوٹی سی قبر ہے غالباً اس دور میں ایسا ہی رواج ہوگا یا بعد کو کسی نے ایسا بنایا ہوگا۔ یہاں تسلیمات عرض کئے اور فاتحہ خوانی کی۔ باوجودیکہ مزاراتِ عراق کے تاریخی اعتبار سے درست یا نادرست ہونے کے حوالہ سے بہت سے تحفظات ذہن میں ہیں مگر اس جگہ مجھے بہت ہی قلبی سکون حاصل ہوا یہ دوسری جگہ ہے جہاں دل چاہتا تھا بس بیٹھا ہی رہوں اس سے قبل حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر بغداد شریف (کاظمیہ میں) بہت سکون ملا تھا اور وھاں سے تو اٹھنے کو جی ہی نہیں چاہتا تھا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے مزار شریف کے باہر دو کنویں ہیں جن کی گہرائی تو معلوم نہیں البتہ پانی اتنا اوپر ہے کہ آرام سے ڈول ڈال کر بھرا جاسکتا ہے کوئی ایک ڈیڑھ میٹر نیچے پانی نظر آتا ہے۔ ٹیکسی کے ڈرائیور نے بتایا کہ یہ وہی کنویں ہیں جن کے پانی سے حضرت کو غسل کرنے کا حکم ہوا تھا ''اللہ اعلم بالصواب۔ ''ارکض برجلک ھذا مغتسل بارد و شراب''۔ لیکن بغداد شریف میں ایک صاحب نے بتایا کہ وہ کنواں تو نجف والے روڈ پر پڑتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ ظہر کی نماز حضرت ایوب کے قبہ میں ادا کی۔ یہاں سے نکلے تو مجھے خیال ہوا کہ ٹیکسی والے نے بہت کم پیسے مانگے تھے اور کوئی دیانت دار شخص معلوم ہوتا ہے لہٰذا کیوں نہ اسے ہی دیگر مقامات پر جانے کو کہا جائے۔ چنانچہ اس سے بات کی اور وہ بغیر معاوضہ طے کئے ہر جگہ لے جانے پر راضی ہوگیا مگر ہم نے دل ہی دل میں طے کرلیا کہ جتنے مانگے گا دیں گے کیونکہ یہ شریف بھی تھا اور غریب بھی مزید یہ کہ اس

ٹیکسی والے کا اخلاق بہت اچھا اور زبان میں مٹھاس تھی۔ انبیاء و اولیاء سے عقیدت رکھنے والا تھا اس نے اپنا نام علی محمد بتایا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے مزار مبارک سے نکل کر ہم نے اس علاقے کا رخ کیا جہاں کبھی حق و باطل کے مابین ایک تاریخی مناظرہ ہوا تھا جسے قرآن کریم نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے "**واذقال ابراھیم ربی الذی یحیی ویمیت قال انااحی و امیت**" .... الخ۔ یہ جگہ الحلہ سے نجف جانے والی (بغداد......نجف) روڈ پر نجف کی سمت میں ہے الحلہ سے ٹیکسی کوئی دس کلومیٹر چلنے کے بعد دائیں ہاتھ کو اندر ایک کچی سڑک پر مڑی۔ جہاں نجف روڈ پر حدود بلدیہ الحلہ ختم ہوتی ہے وہیں سڑک کے کنارے ایک چھوٹا سا سائن بورڈ کسی نے لگا دیا ہے جس پر اشارہ دے کر لکھا ہے "**الی مولد نبی ابراھیم علیہ السلام**" اس کچی سڑک پر کوئی دس کلومیٹر (کم از کم) چلنے کے بعد ایک سبز گنبد نظر آنے لگا۔ یہ جنگل نما علاقہ ہے مگر زمینیں کاشت ہوتی ہیں۔ آبادی دور دور تک نظر نہیں آتی۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی جائے پیدائش اس جنگل میں واقع اس سبز گنبد میں ہے گنبد کے اندر داخل ہوں تو نیچے سیڑھی اترتی ہے اس سیڑھی سے اتریں تو نیچے قبلہ رخ والی دیوار پر لکھا ہے "**یوم ولدت ویوم اموت و یوم ابعث حیا**" اور ایک کتبہ لگا ہے جس میں لکھا ہے کہ یہ آپ کی جائے ولادت ہے۔ گنبد کے باہر شمال کی طرف ایک بلند کچی عمارت نظر آتی ہے جو تقریباً کھنڈر ہے یہ بلند و بالا عمارت اس طاغوتی طاقت کا آخری نشان ہے جس نے دعوی خدائی کیا اور پھر غرق ہوا۔ یعنی نمرود کا محل۔ یہاں اونچے اونچے مٹی کے ٹیلے ہیں جن پر ہر طرف ٹوٹے ہوئے برتنوں اور اینٹوں کے ٹکڑے بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کبھی بہت بڑا شہر آباد تھا۔ ٹیکسی والے نے بتایا کہ نمرود جب اس محل میں ہوتا تو اس محل سے بابل تک اس کے درباری کھڑے ہوتے اور بابل سے کھانا پک کر ان درباریوں کے ہاتھوں ایک سے دوسرے کو منتقل ہوتا ہوا نمرود کے پاس گرما گرم پہنچ جایا کرتا۔ یہ تاریخی آثار اور حضرت ابراہیم کا مقدس مقام دیکھنے کے بعد واپس الحلہ کی طرف رخ کیا اور الحلہ سے بغداد جانے والی سڑک پر وہ جگہ دیکھنے گئے جس کا تاریخی نام بابل یا babylon ہے قرآن میں "**ببابل ھاروت و ماروت**" والی آیت سے اس جگہ کا پتہ چلتا ہے۔ بابل جو کبھی عظیم شہر تھا اب صرف کھنڈرات کی صورت میں باقی ہے۔ بابل کے کھنڈرات میں بابل کے بادشاہ کے محلات و مساکن ابھی تک محفوظ ہیں اور حکومت ان کی دیکھ بھال اور مناسب مرمت کا کام کر رہی ہے۔ پرانی دیواریں پختہ اینٹوں سے بنی ہوئی ہیں اور ان پر بکریوں گھوڑوں اور

جانوروں کی تصاویر ابھری ہوئی ہیں۔ انہی کھنڈرات میں ایک معبد ہے جو کچی مٹی سے تعمیر شدہ ہے اسی معبد میں ایک کنواں ہے۔ معبد سے باہر تھوڑے فاصلے پر ایک شیر کا بت نصب ہے جو بڑے پتھر سے بنایا گیا ہے اسے ''اسد بابل،، کہا جاتا ہے۔ مین روڈ سے بابل کے کھنڈرات کو جانے والے راستے پر ایک چوک میں بہت بڑا طویل القامت مجسمہ نصب ہے جو کسی بابلی زمانے کے بادشاہ کا ہے۔ بار بار یہ آیت دل سے زبان پر آرہی تھی **فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المجرمین** ....اور **فاعتبروا یا اولی الابصار** کا جملہ بار بار زباں پر آرہا تھا............ اس مجسمہ کے بارے میں صحیح معلومات نہیں مل سکیں۔ کوئی نصف گھنٹہ تک ان کھنڈرات کا مشاہدہ کرنے کے بعد واپس الحلہ آیا اور وہاں سے بس پر سوار ہو کر الکفل نامی علاقے کو روانہ ہوا۔ الحلہ کی تینوں جگہوں پر جانے اور گھومنے کی اجرت ٹیکسی والےنے ۲۰ دینار ڈرتے ڈرتے کہی بیس دینار بھی عراق کے اعتبار سے بڑی رقم تھی مگر میں نے ۲۵ دینار اس کے ہاتھ میں اس رکھ دیئے اور شکریہ بھی ادا کیا وہ شخص بے حد خوش ہوا۔ اور دعائیں دیتا ہوا گیا۔

الحلہ سے الکفل جانے کا ارادہ ہوا جہاں حضرت ذوالکفل کا مزار مبارک بتایا جاتا ہے......

الکفل نجف جانے والی سڑک پر الحلہ سے کوئی بیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور الحلہ سے الکفل کی منی بسیں ملتی ہیں۔ نجف جانے والی بس پر نہیں بیٹھنا چاہیے کیونکہ یہ الکفل کے اندر سے نہیں گزرتی۔ الکفل ایک قصبہ ہے جہاں حضرت نبی ذوالکفل کا مزار اقدس ہے۔ قرآن میں حضرت ذوالکفل کا ذکر کئی مقامات پر ہے سورۃ الانبیاء کی ایک آیت میں ہے ''**و اسماعیل و ادریس و ذاالکفل. کل من الصابرین.** .... اسی طرح سورۃ ص کی ایک آیت میں ہے............ **واذکر اسماعیل والیسع و ذاالکفل و کل من الاخیار.** .... حضرت ذوالکفل کا مزار بس سٹاپ سے کوئی دو سو میٹر پر ہوگا۔ الحلہ سے منی بس الکفل کے جس سٹاپ پر اتارتی ہے اس کے سامنے مارکیٹ دکانیں ہیں اور ایک بازار چھت والا ہے اس کی چھت قدیم طرز پر محرابوں اور گنبدوں پر مشتمل ہے چھت زیادہ اونچی نہیں اسی بازار کے اندر کوئی سو قدم چلیں تو آگے چل کر یہ بازار دائیں اور بائیں کو دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے دائیں طرف کو مڑ کر سو قدم مزید چلیں تو بائیں ہاتھ کو ایک راستہ مڑتا ہے جو حضرت نبی ذوالکفل علیہ السلام کے روضہ مبارک کی طرف جاتا ہے۔ حضرت نبی ذوالکفل کا روضہ ایک چاردیواری کے اندر مزید ایک چاردیواری قدیم مٹی سے تعمیر شدہ کے اندر ایک گنبد میں ہے گنبد لمبا اونچا تکونا ہے

جیسا کہ زبیدہ خاتون کا بغداد شریف میں۔ حضرت نبی ذوالکفل علیہ السلام کی مرقد مبارک جس کمرہ میں ہے اس کے دروازہ پر اور دیواروں پر چند کتبے عبرانی زبان میں لکھے ہوئے نصب ہیں۔ وہاں کے مجادر نے بتایا کہ یہ تورات کی عبارتیں ہیں۔ واللہ اعلم۔ حضرت نبی ذی الکفل علیہ السلام کے مزار شریف کے سرہانے کی طرف ایک اور کمرے میں آپ کے پانچ امتیوں اور ساتھیوں کی قبریں ہیں آپ کے یہ پانچ ساتھی بقول مجادر دربار حضرت کے اصحاب تھے۔ مزار شریف کے پاس کھڑے ہوکر فاتحہ پڑھی مگر رعب اتنا کہ چند منٹ بھی ٹھہرنا دشوار۔ ایک انجانا سا خوف طاری اور رعب وجلال کی کیفیت کے عجیب اثرات۔ فاتحہ شریف کے بعد واپس بس اسٹاپ کی طرف بڑھا اور بس اسٹاپ پر کھڑے ہوکر بس کا انتظار ہی کر رہا تھا کہ ایک پولیس آفیسر نے آ سوال و جواب شروع کیا۔ کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ پاسپورٹ ہے؟ جواب دینے سے قبل ہی انہوں نے اپنے ساتھ پولیس اسٹیشن جانے کا حکم بھی دے دیا اور میں ان کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ پولیس اسٹیشن بھی چند قدم پر ہی تھا وھاں کے تھانیدار صاحب نے بھی وہی سوالات دہرائے۔ میں نے پاسپورٹ دکھایا اور تھانیدار صاحب نے معذرت کی چائے بھی پلائی اور پھر اس پولیس آفیسر کی سرزنش کرنے کے بعد محبت سے رخصت کیا۔ یہ عراقی تھانیدار تھے کہ بآسانی جان بخشی ہوئی اور اگر کوئی پاکستانی تھانیدار ہوتے تو؟............... یا کھال ادھڑ گئی ہوتی یا مال لگانا پڑتا............... یہاں دل میں عجیب خیال پیدا ہوا کہ حضرت ذوالکفل بھی خوب ہیں کہ پہلے تو اپنے رعب وجلال میں رکھا، پھر تھانے بھجوایا اور........... پھر خود ہی اپنے تصرف خاص سے باعزت رخصت بھی دلا دی............... یعنی گویا بتانا یہ تھا کہ تم تھے تو اسی لائق.......... مگر چونکہ تمہارا کلمہ مضبوط ہے اور نبی تمہارا، ہمارا بھی سردار ہے اور تم مہمان غوثِ اعظم کے ہو اس لئے معاف کئے دیتے ہیں............... نہ جانے ہم سے قیام عراق کے دوران یا سفر الکفل میں کیا بے ادبی ہوئی کہ.......... غریب الوطنی میں تھانے کا منہ دیکھنا پڑا........... یہ تو شکر ہے کہیں جاسوسی کا الزام نہیں لگ گیا زمانہ جنگ کا تھا............... ایران عراق کے مابین اس وقت شدید جنگ چل رہی تھی............... والحمد لله علی ما مضی بالعافیة...............

حضرت ذوالکفل علیہ السلام کے بارے میں یہ عرض کرتا چلوں کہ علامہ ابن جریر طبری نے آپ کے فضائل وکمالات پر روشنی ڈالی ہے اور روح المعانی میں آپ کا نام حزقی ایل ظاہر کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ آپ تل ابیب (موجودہ اسرائیل) کے علاقہ میں منصب نبوت پر فائز کئے گئے

آپ کا زمانہ ۵۹۷ قبل مسیح کا بنتا ہے .... یروشلم کے ظالم حکمرانوں کی طرف سے آپ کو شدید مزاحمت اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ نے بڑے ہی ضبط وتحمل سے کام لیا اسی صبر وتحمل کی بناء پر آپ کا لقب ذوالکفل ہوگیا۔بعض مورخین نے یہ خامہ فرسائی بھی کی ہے کہ ذوالکفل گوتم بدھ کا لقب ہے......اس کے دارالحکومت کا نام کپل تھا جو بعد میں کفل ہوگیا......... مگر یہ بات مسلم مورخین نے قبول نہیں کی اور حضرت حزقی ایل یا ذوالکفل علیہ السلام کو بنی اسرائیل کا پیغمبر قرار دیا ہے.....قرائن بھی یہی بتاتے ہیں ان کا مزار شریف یہاں عراق میں کیسے بنا جبکہ یروشلم یہاں سے دور اور یہ خطہ کبھی یروشلم کا حصہ نہیں رہا.....اللہ اعلم بالصواب.........

فقہ پر امام المنبجی کی کتاب

اللباب فی الجمع بین السنة والکتاب

مکمل دو جلدوں کا اردو ترجمہ شائع ہوگیا ہے۔

مترجم: محمد ظہیر الدین بھٹی

☆

اپنا نسخہ حاصل کرنے کے لئے رابطہ کیجئے

شیخ زاید اسلامک ریسرچ سینٹر۔جامعہ کراچی

☆من استعجل الشئی قبل اوانہ عوقب مجرمانہ☆